بسم الله الرحمن الرحيم

حفاظت قرآن

''قرآن'' کتاب کو کہتے ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہو جبکہ ''کتاب'' ایسے کلام کو کہتے ہیں جو کہ کاغذ کے اوپر لکھا ہوا کتابی شکل میں محفوظ ہو قرآن مجید کی حفاظت بھی انہی دو طریقوں سے ہوگی۔ ایک بار بار پڑھنے سے سینے میں قرآن محفوظ ہوگا۔ دوسرا لکھا ہوا قرآن کتاب کے سفینوں میں محفوظ ہوگا۔

حفاظت قرآن

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ . فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ o سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

قرآن مجید کے دو ذاتی نام:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ - (اس نصیحت نامے کو ہم نے نازل کیا اور اس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں)۔ علمائے کرام نے قرآن مجید کے پچپن صفاتی نام گنوائے ہیں مگر قرآن مجید کے دو نام ذاتی ہیں جو قرآن ہی سے ثابت ہیں۔ ایک نام قرآن جیسے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ اور دوسرا نام کتاب ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ۔ قرآن مجید کے یہ دو ذاتی نام ہیں۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ایک ہی آیت میں ان دونوں ناموں کو اکٹھا بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ o فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ o لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ قرآن مجید کے یہ دونوں نام ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ اس کی حفاظت کے دو طریقے ہیں۔

دوطریقوں سے قرآن مجید کی حفاظت:

''قرآن'' ایسی کتاب کو کہتے ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہو، بہت زیادہ پڑھی جاتی ہو ،جس کا تعلق پڑھنے سے ہو۔ جب کہ ''کتاب'' ایسے کلام کو کہتے ہیں جو کاغذ کے اوپر لکھا ہوا کتابی شکل میں محفوظ ہو۔ قرآن مجید کی حفاظت بھی انہی دوطریقوں سے ہوگی۔ ایک بار بار پڑھنے سے سینوں میں قرآن محفوظ ہوگا اور دوسرا لکھا ہوا قرآن کتاب کے سفینوں میں محفوظ ہوگا۔

تاتاری فتنہ میں مسلمانوں کا قتل عام:

اس امت میں قرآن مجید شروع سے لے کر آج تک محفوظ رہا ہے۔ اس دوران مسلمانوں پر زوال کا وہ وقت بھی آیا کہ جب پوری دنیا میں ان کے پاس حکومت نہیں تھی۔ تاتاری فتنے کے دوران بغداد کے اندر ایک دن میں دو لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو ذبح کیا گیا۔ دریاؤں کے پانی کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔ دریائے فرات اور دریائے دجلہ میں اتنی کتابیں ڈالی گئیں کہ ایک مہینہ تک پانی کالے رنگ کا ہو کر چلتا رہا۔ اتنی کتابیں ڈالی گئیں کہ کتابوں کا ایک پل بن گیا جس کے اوپر سے ان کی سواریاں گزرا کرتی تھیں۔ دریا میں کتابوں کا پل بن جانا کوئی چھوٹی سی بات تو نہیں، کتنی ہی کتابیں ڈالی گئی ہوں گی۔

نور کا خزینہ:

اس دوران کفار نے بڑی کوشش کی کہ مسلمانوں سے ان کی کتاب (قرآن مجید) کو چھین لیا جائے۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب کو تو انہوں نے دریا میں ڈال دیا مگر سات سال کا ایک بچہ کھڑا ہوا، اس نے بسم

اللہ سے پڑھنا شروع کر دیا اور والناس تک پڑھتا چلا گیا۔ اب ان کو پریشانی ہوئی کہ بچے کے سینے سے اس قرآن مجید کو کیسے نکالیں؟ بچے کا سینہ نور کا خزینہ بن چکا تھا۔

عیسائی اور یہودی عالم کی شکست:

اس عاجز کو بیرون ملک میں ایسی جگہوں پر بیٹھنے کا موقع ملا جہاں عیسائیوں کا پادری بھی بیٹھا ہوتا تھا، یہودیوں کا ربائی بھی ہوتا تھا اور ہندوؤں کا پنڈت بھی ہوتا تھا۔ گویا مختلف مذاہب کے عالم ہوتے تھے اور ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کے بارے میں بات کرنی ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ ایک عیسائی نے پوچھا کہ آئندہ جب ہماری محفل ہوگی تو ہمیں اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ اس عاجز نے کہا کہ ہر ہر مذہب والے کے پاس جو ''اللہ کا کلام'' ہے اس کی تلاوت کرنی چاہیے اور پڑھ کر سمجھانا بھی چاہیے کہ اس کا خلاصہ کیا ہے۔ اس بات پر سب آمادہ ہو گئے۔

چنانچہ جب اگلی دفعہ پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے مجھے ہی کہا کہ آپ ہی ابتدا کریں۔ اس عاجز نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اس کا خلاصہ بھی انہیں سمجھایا کیونکہ یہ فاتحۃ الکتاب ہے۔ عاجز کے بعد عیسائی کی باری تھی۔ اس نے بائبل پڑھنی شروع کی۔ جب اس نے بائبل پڑھی تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے ایک بات کی وضاحت مطلوب ہے۔ وہ کہنے لگا، کیا وضاحت مطلوب ہے؟ میں نے کہا، آپ بائبل کس زبان میں پڑھ رہے ہیں؟ کہنے لگا، انگریزی زبان میں۔ میں نے کہا، آپ اللہ کا کلام پڑھیں، اللہ کا کلام انگریزی زبان میں تو نازل نہیں ہوا تھا، چونکہ یہ بات طے ہوئی تھی کہ ہر مذہب والے کے پاس جو اللہ کا کلام ہے

وہ پڑھیں گے اس لئے آپ اللہ کا کلام پڑھیں۔ وہ کہنے لگا، جی وہ تو ہمارے پاس نہیں ہے، ہمارے پاس تو فقط اس کا انگلش ترجمہ ہے جو کہ انسانوں کے الفاظ ہیں۔ آگے یہودی بیٹھا تھا وہ کہنے لگا کہ پھر تو ہمارے پاس بھی اللہ کا کلام نہیں ہے۔ میں نے پوچھا، کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ جس زبان میں ہماری یہ کتاب نازل ہوئی آج وہ زبان بھی دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے، اس زبان کو پڑھنے اور سمجھنے والے ہی موجود نہیں تو وہ کتاب کیسے پڑھیں۔

بالآخر سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ پوری دنیا کے ادیان میں سے صرف دین اسلام والے لوگ ایسے ہیں جن کے پاس اللہ رب العزت کا کلام اصل شکل میں آج تک موجود ہے۔ جب اس عاجز نے انہیں بتایا کہ اس کتاب کے ہمارے ہاں حافظ بھی موجود ہیں تو وہ بڑے حیران ہوئے۔ عاجز نے کہا کہ آپ کی کتاب کے کسی ایک صفحے کا کوئی حافظ ہو تو مجھے دکھائیں، اول تو کتاب ہی محفوظ نہیں اور جو کچھ موجود ہے اس کے ایک صفحے کا بھی کوئی حافظ نہیں۔ یہ شرف اللہ تعالیٰ نے دین اسلام ہی کو بخشا ہے۔

ایک پادری کا شوق:

ایک پادری صاحب تھے۔ ان کو شوق ہوا کہ میں قرآن مجید کا حافظ دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ اس عاجز کا بیٹا حبیب اللہ بھی وہاں پہنچا ہوا تھا۔ عاجز نے اسے بتایا کہ یہ بچہ اس وقت تک آدھے قرآن مجید کو حفظ کر چکا ہے اور بقیہ آدھا قرآن بھی حفظ کر لے گا۔ وہ بڑا حیران ہو کر دیکھنے لگا۔ بالآخر اس نے کہا کہ میں سننا چاہتا ہوں کہ یہ کیسے پڑھتا ہے۔ عاجز نے حبیب اللہ سے کہا کہ تم دو رکعت میں ایک پارہ پڑھ کر سناؤ۔ چنانچہ بچے نے دو رکعت کی نیت

باندھی اور اس نے ایک پارہ دو رکعت کے اندر پڑھا۔

اس پادری کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ وہ دونوں میاں بیوی حیران ہو کر دیکھتے رہے کہ یہ تو کتاب کو بالکل ہی نہیں دیکھ رہا، اس کے تو ہاتھ میں بھی کچھ نہیں ہے، اس کے باوجود بڑی روانی سے پڑھ رہا ہے۔ ان کو سمجھ ہی نہ آئے کہ کس طرح ایک بچہ بن دیکھے پورے کے پورے ایک پارے کی نماز کے اندر تلاوت کر رہا ہے۔ اس وقت احساس ہوا کہ واقعی دین اسلام کی کیسی برکت ہے کہ اگرچہ وہ لوگ اپنے مذہب کے پادری تھے مگر اس کے باوجود گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے۔

پانچ سالہ حافظ قرآن:

ہارون الرشید کے زمانے میں ایک پانچ سالہ بچے کو پیش کیا گیا۔ اس کے باپ نے بتایا کہ یہ بچہ قرآن مجید کا حافظ ہے۔ ہارون الرشید خود بھی قرآن مجید کا حافظ تھا۔ اس نے کہا کہ میں بچے سے قرآن مجید سنوں گا۔ چنانچہ باپ نے بیٹے سے کہا، بیٹا! قرآن سناؤ۔ وہ بچہ اتنا چھوٹا تھا کہ ضد کرنے لگا کہ ابو! پہلے میرے ساتھ وعدہ کریں کہ آپ مجھے گڑ لے کر دیں گے۔ اس زمانے میں گڑ ہی چیونگم ہوتا تھا۔ بیٹے کے اصرار پر باپ نے وعدہ کیا کہ ہاں میں تمہیں گڑ کی ڈلی لے کر دوں گا۔ اس نے کہا، اچھا سناتا ہوں۔ ہارون الرشید نے پانچ جگہوں سے اس سے قرآن پاک سنا اور اس نے پانچوں جگہوں سے قرآن پاک صحیح صحیح سنا دیا۔ سبحان اللہ

نو سال کی عمر میں حفظ قرآن:

ایک صاحب کا اس عاجز کے ساتھ تعلق ہے۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا۔ وہ اس عاجز کو فرمانے لگے کہ دستار بندی آپ نے کروانی ہے۔ یہ عاجز ان کے حکم پر وہاں پہنچ گیا۔ جب ان کی دستار بندی

کروائی تو عاجز نے ان کے سر کے بال، ان کی داڑھی کے بال، ان کی بھوؤں، پلکوں، مونچھوں، بازوؤں اور ہاتھوں کے بالوں کو دیکھا، عاجز کو ان کے پورے جسم پر کہیں کوئی کالا بال نظر نہیں آ رہا تھا۔ نوے سال کی عمر میں تو بندہ دنیا کی کئی باتیں بھول جاتا ہے مگر اس عمر میں بھی وہ بوڑھا قرآن مجید کا حافظ بن گیا۔

فوری بدلہ:

جو بندہ قرآن مجید حفظ کر لے اسے فخر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو عجب بہت ناپسند ہے۔ کسی اور گناہ کا فوری بدلہ ملے نہ ملے، قرآن مجید کا حافظ اگر عجب کرے گا یعنی ''میں'' دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تو فوراً ہی بدلہ دے دیں گے۔

ایک عجیب واقعہ:

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب ''تراشے'' میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک عالم فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے دو کام ایسے ہوئے کہ کوئی بھی نہیں کر سکتا، ایک اچھا اور ایک برا۔ اچھا کام ایسا ہوا کہ کوئی کر نہیں سکتا اور برا کام بھی ایسا ہوا کہ کوئی کر نہیں سکتا۔ لوگوں نے پوچھا، کونسے کام؟ وہ کہنے لگے کہ ایک دفعہ علما کی محفل میں تذکرہ ہوا کہ فلاں حافظ، فلاں حافظ، فلاں حافظ اور میرے بارے میں کہا کہ یہ عالم تو بڑا بھاری ہے مگر حافظ نہیں ہے۔ میں نے یہ سنا تو مجھے خیال آیا کہ میں آج سے ہی حفظ شروع کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت میں نے قرآن پاک کے پاروں کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ الحمد للہ، میں نے تین دن کے اندر قرآن پاک کا حفظ مکمل کر لیا۔

یہ خیر کا کام ایسا ہوا کہ کوئی ایسا کر نہیں سکتا اور ایک برا کام بھی مجھ سے ہوا۔ وہ یہ کہ ایک دفعہ ہم محفل میں بیٹھے تھے۔ بیٹھے بیٹھے میرے بارے میں بات چل پڑی

کہ یہ بڑے عقلمند ہیں اور چند خوبیوں کا ذکر ہوا۔ یہ سن کر میرے اندر بھی خود پسندی آ گئی کہ ہاں واقعی میرے جیسا تو کوئی عقلمند ہے ہی نہیں۔ میرے اندر جو خود پسندی اور عجب کی تھوڑی سی کیفیت آئی اس کا نتیجہ مجھے یہ ملا کہ جمعہ کا دن تھا، میں جمعہ کی تیاری کرنے کے لئے گھر گیا۔ تیاری کے دوران خیال آیا کہ میں اپنے بال اور ناخن کاٹوں۔ جب میں نے ناخن کاٹ لئے تو میں نے سوچا کہ میری داڑھی کے بال کافی بڑھ گئے ہیں میں ان کو سنت کے مطابق نیچے سے برابر کر دوں۔ چونکہ ایک مٹھی کے برابر بال رکھنا سنت ہے۔ اس سے بڑے بال ہو جائیں تو کاٹے جا سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ میں ایک مٹھی بھر اپنے بال پکڑ کر کاٹنے لگا تو بے دھیانی میں نیچے سے کاٹنے کی بجائے اوپر سے کاٹ بیٹھا۔ جب میں مسجد میں آیا تو مجھے بہت شرمندگی ہوئی۔ ہر بندہ پوچھ رہا تھا اور میں بتا رہا تھا کہ میں بھول گیا ہوں۔ جس بندے کے تین دن میں قرآن مجید حفظ کرنے کے چرچے دنیا میں تھے اس کی بیوقوفی کی یہ بات اس قدر مشہور ہوئی کہ ہر جگہ اس کی بدنامی ہوئی۔

خود پسندی کی سزا:

اس عاجز کی اپنی زندگی کا ایک واقعہ ہے۔ ہمارے محلّہ کی مسجد میں ایک حکیم صاحب تھے۔ کونے پر ان کی دکان تھی۔ ان کا نام احمد بخش تھا۔ وہ قرآن پاک کے بڑے اچھے حافظ تھے اور خوب پڑھتے تھے۔ ہم اس وقت چھوٹے چھوٹے تھے۔ رمضان المبارک کا دن تھا۔ کسی نے ان سے کہا کہ آج ستائیس کی رات ہوگی، اگر آج رات پورا قرآن سنا دیں تو بڑا مزہ آئے گا۔ ان کا حفظ بھی بڑا اپکا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ اچھا میں آؤں گا۔ مسجد کوثر میں انہوں نے سنانا تھا۔

اس وقت عاجز کی عمر 9 سال کے قریب تھی۔ عاجز بھی وہاں پہنچ گیا۔ حافظ صاحب نے دو رکعت کی نیت باندھ لی۔ انہوں نے ایک رکعت میں 29 پارے پڑھے۔ ان 29 پاروں میں ان کی کوئی غلطی بھی نہ آئی۔ پیچھے آٹھ دس حافظ کھڑے تھے وہ سب چپ رہے۔ کہیں کوئی اٹکن بھی پیش نہ آئی کہ پیچھے سے کوئی لقمہ مل جاتا۔ پڑھتے چلے گئے۔ 29 پاروں کے بعد انہوں نے رکوع کیا۔ پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ انہوں نے آخری پارہ بھی کافی پڑھ لیا۔ جب سورۃ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے لگے تو بھول گئے، کوئی متشابہ لگ گیا۔ اب وہ اس سورۃ سے نکلنا چاہتے ہیں مگر نکل نہیں پاتے۔ جب دو تین دفعہ اس کو لوٹایا اور آگے نہ نکل سکے تو اس وقت ایک غیر حافظ بندے نے ان کو لقمہ دیا اور حافظ نے غیر حافظ سے لقمہ لے کر سورۃ اخلاص مکمل کی۔

نماز کے بعد لوگ بڑے خوش تھے مگر قاری صاحب کو پسینہ آیا ہوا تھا۔ جب اٹھ کر جانے لگے تو کسی نے پوچھا کہ حضرت! کیا بنا؟ کہنے لگے، نہ پوچھو، 29 پارے پڑھ لئے تو بڑی خوشی ہوئی۔ جب سورۃ اللّٰھَبِ پڑھ رہا تھا تو اس وقت دل میں خود پسندی کی کیفیت پیدا ہوئی کہ اس وقت میرے جیسا بندہ پورے شہر میں کوئی نہیں ہوگا جو دو رکعت میں قرآن سنا سکے۔ میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ اخلاص میں متشابہ لگوا دیا۔ یہ بتا دیا کہ یہ تیرا کمال نہیں یہ تو میرا کمال ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا کمال ہوتا ہے کہ وہ اپنے بندے کے لئے قرآن پاک کا یاد کرنا آسان فرما دیتا ہے اس لئے حفاظ کو اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا چاہئے۔

ایک مثالی مدرسہ کا ہونہار طالبعلم:

پاکستان کے ایک تحفیظ القرآن کے مدرسے کے اساتذہ، ناظم اور مہتمم کا اس عاجز سے تعلق ہے۔ انہوں نے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ ان کے مدرسے کے بارے میں مشہور ہے کہ جو بچہ وہاں گردان کر لیتا ہے وہ ساری زندگی قرآن پاک نہیں بھولتا۔ ان کی اپنی ایک ترتیب ہے جس سے وہ یاد کرواتے ہیں۔ خیر جب وہاں گئے تو دیکھا کہ وہاں کے بچوں کے چہروں پر واقعی قرآن کا نور تھا۔

عاجز نے ان سے پوچھا کہ آپ بچوں کا امتحان کیسے لیتے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہمارے ہاں تو سادہ سا دستور ہے۔ ہم بچوں کا امتحان لینے کے لئے پانچ استاد بٹھا دیتے ہیں اور ہر ایک کے پاس اپنا رجسٹر ہوتا ہے۔ بچے کو سامنے بٹھا کر کہتے ہیں کہ بچہ! ہمیں پورا قرآن سناؤ۔ چھوٹا سا سوال پوچھتے ہیں۔ بچہ جب سنانا شروع کرتا ہے تو بھی ٹائم نوٹ کیا جاتا ہے اور جب ختم کرتا ہے تب بھی ٹائم نوٹ کیا جاتا ہے۔ جہاں اٹکتا ہے وہ بھی لکھتے ہیں اور جہاں متشابہ لگتا ہے وہ بھی لکھتے ہیں۔ وہ ہر ہر چیز لکھ رہے ہوتے ہیں۔ پورے قرآن پاک کا ریکارڈ بن رہا ہوتا ہے۔ عاجز نے کہا، اچھا کوئی ریکارڈ دکھائیں۔ انہوں نے ریکارڈ دکھایا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک بچہ دکھایا جس کی عمر آٹھ نو سال ہوگی۔ وہ کہنے لگے کہ اس بچے نے ابھی چند دن پہلے قرآن مجید سنایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اس بچے نے الحمد سے پڑھنا شروع کیا اور ایک محفل کے اندر پڑھتے پڑھتے 4 گھنٹے اور 35 منٹ میں اس نے پورا قرآن مجید پڑھ دیا اور پورے قرآن مجید میں اس کی ایک غلطی بھی نہیں آئی۔ پانچ استاد مل کر بیٹھے اور

ان میں سے کوئی استاد بھی اس کی ایک غلطی بھی نہ نکال سکا۔ سبحان اللہ۔

عالمی ریکارڈ میں اندراج:

Genns book of record میں ایک بچے کا ریکارڈ درج ہے کہ اس نے 6 گھنٹے اور کچھ منٹوں میں قرآن مجید پڑھا تھا۔ اس کتاب میں اگر اس بچے کا نام آ سکتا ہے تو 4 گھنٹے اور 35 منٹ میں پڑھنے والے بچے کا نام کیوں نہیں آ سکتا۔ عالمی ریکارڈ میں اس کا اندراج بھی ہونا چاہیے۔

خدائی فوج:

یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس امت میں اس نے اس طرح کے بچے پیدا کر دیئے۔ یہ خدائی فوج ہے، یہ حزب الرحمٰن ہے۔ اسی لئے فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنا دیا جو ہمارے چنے ہوئے بندے تھے)۔ جو ہمارے پیارے تھے، جو بڑے لاڈلے تھے۔ یہ قرآن پاک کے حافظ بچے اللہ تعالیٰ کے فوجی ہیں جنہوں نے قرآن پاک کو اپنے سینوں کے اندر محفوظ کیا۔

حافظ قرآن کی شفاعت:

حافظ قرآن کو روز محشر دس ایسے آدمیوں کی شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جانے کے قابل ہوں گے۔ اس کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم سے نکال کر جنت عطا فرما دیں گے۔

ایک مثال سے وضاحت:

اس کی مثال آپ یوں سمجھیں کہ آپ نے حج پہ جانے کے۔ اپنی بکنگ

کروالی ہو لیکن آپ کو جہاز کی سیٹ نہ مل رہی ہو اور ایک دن باقی رہ جائے اور پتہ چلے کہ کل آخری جہاز جائے گا۔ آپ بھاگ دوڑ کرتے ہیں کہ بھئی کہیں سے مجھے بھی جہاز کی سیٹ مل جائے۔ آپ منیجر کے پاس پہنچیں مگر وہ کہے کہ سیٹ تو کوئی بھی خالی نہیں۔ آپ کا کتنا دل کرے گا کہ میں کسی طرح پہنچ جاؤں۔ کیونکہ پیسے بھی دے دیئے ہیں، ٹکٹ بھی بنوائی ہوئی ہے۔ جہاز میں سیٹ نہ ملنے کی وجہ سے میں توجہ سے محروم ہو جاؤں گا۔ اب ایسے میں اگر وہ منیجر کہہ دے کہ وہ جو فلاں بڑا افسر بیٹھا ہے اس کے اختیار میں دس سیٹیں ہیں وہ اپنی مرضی سے دس بندوں کو بھیج سکتا ہے، تم اس کی منت کرلو، وہ تمہیں بھیج سکتا ہے۔ اب یہ بندہ جب اس کے پاس جائے گا تو کتنی منت سماجت کرے گا، وہ اس کے پاؤں پکڑنے سے بھی دریغ نہ کرے گا۔ اس کو اگر بتا دیا جائے کہ جناب! وہ آپ کا بیٹا ہے تو اس کے دل میں کتنی خوشی ہوگی کہ اچھا میرے بیٹے کے پاس دس سیٹیں ہیں، پھر تو مجھے آسانی سے سیٹ مل جائے گی۔

اب قیامت کے دن کا تصور کیجئے کہ جب آدمی کو آنکھوں سے نظر آ رہا ہوگا کہ ابھی مجھے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے سامنے اعمال کھلے ہوئے ہوں گے، بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہوگی اور وہ جہنمیوں کا عبرتناک انجام دیکھ رہا ہوگا، ایسے وقت میں جب اس سے کہا جائے گا کہ تیرے بیٹے کے پاس دس بندوں کو بخشوانے کی گنجائش موجود ہے تو اس وقت اس کے دل میں بیٹے کی کیا قدر آئے گی۔ تب اسے احساس ہوگا کیونکہ چیز کی اس وقت قدر آتی ہے جب اس کی ضرورت پڑتی ہے، جب ضرورت نہیں ہوتی تو اس کی قدر بھی نہیں آتی۔ جب آگ سامنے دیکھے گا، جہنمیوں کو جلتا دیکھے گا اور فرشتوں کو دیکھے گا اور کہے گا

کہ ہاں وہ مجھے جہنم میں ڈالنے کے لئے پکڑ کر لے جا رہے ہیں اور ایسے وقت میں اسے وہ بیٹا نظر آئے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے دس بندوں کی شفاعت کی اجازت دی ہوگی اور وہ شفاعت کرے گا کہ یہ میرے ابو ہیں، ان کو جنت میں جانے کی اجازت دی جائے۔ اس وقت کتنا بڑا غم ہٹ جائے گا اور کتنی بڑی مصیبت کٹ جائے گی۔ اس وقت بندہ احساس کرے گا کہ کاش! میرے سارے بچے حافظ ہوتے۔

اولاد کے لئے تدریسی لائحہ عمل:

جن لوگوں نے اپنے بچوں کو دنیا کا علم تو پڑھایا لیکن دین سے بے بہرہ رکھا وہ حسرت اور افسوس کے ساتھ ہاتھ ملیں گے کہ کاش! ہم نے بھی کسی بیٹے یا بیٹی کو حافظ بنایا ہوتا، ہم نے بھی آگے کا کوئی انتظام کیا ہوتا۔ لہٰذا آج وقت ہے اپنے بچے کو حافظ یا بچی کو حافظہ بنائیں۔ ہم کب کہتے ہیں کہ ان کو انگریزی سکولوں میں نہ بھیجو، یا کالجوں میں نہ پڑھاؤ۔ اتنا کہتے ہیں کہ ان کو پہلے مسلمان بناؤ، پھر بے شک جس کام پر مرضی لگاؤ۔ یہ تو کوئی دستور نہیں ہے کہ بچے کو اسلام اور دین سکھانے کی بجائے ہم شروع سے ہی ٹٹ مٹ سکھانی شروع کر دیں، یہ تو ناانصافی کی بات ہے۔

آپ اپنے بچوں کو پانچ جماعتیں پڑھایئے اور اس کے بعد ہمارے مدارس میں بھیجئے۔ ہمارے پاس وہ بچے دو سال یا کم وبیش عرصہ میں قرآن پاک کے حافظ بن جاتے ہیں۔ ذہین بچے اس سے پہلے بھی بن سکتے ہیں اور کمزور ہوگا تو اس سے کچھ زیادہ وقت لے گا۔ عام طور پر بچے دو سال میں حافظ بن جاتے ہیں۔ جب پانچ جماعت پاس بچہ دو سال میں حافظ بن جائے گا تو تیسرے سال

میں اس بچے کو ساتھ ساتھ آپ ٹیوشن پڑھا دیں تو وہ اپنے سکول کے ساتھیوں کے ساتھ مڈل کا امتحان پاس کر لے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حافظے کی قوت کو بڑھا دیا ہوگا۔ پھر اس کو میٹرک کروانے کے بعد دوبارہ ہمارے مدرسے میں بھیجیں تاکہ ہم اس کو ابتدائی علوم پڑھا سکیں۔ دن میں وہ بے شک سکول جائے اور شام کو ہمارے پاس آئے۔ دو سال تک کالج میں بھی پڑھے اور مدرسے میں بھی پڑھے۔ پھر آپ اس کو چار سال کے لئے فارغ کر دیں یہ چار سال مدرسہ میں لگا کر بخاری شریف تک درس نظامی کا کورس کر سکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ پاکستان کے قانون کے مطابق اگر وہ بی۔اے کی انگلش کا امتحان دے دے تو اس کا وفاق المدارس کا سرٹیفکیٹ ایم۔اے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح ایم۔اے کی تعلیم بھی مکمل ہو جائے گی اور آپ کا بیٹا عالم بھی بن جائے گا۔ آپ اس طرح اپنے بچے کو دین بھی سکھاتے رہیں۔

پی ایچ ڈی ڈاکٹر کی پریشانی:

ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر صاحب اپنے باپ کا جنازہ پڑھنے لگے تو وہ بہت رو رہے تھے۔ کسی نے کہا، کیوں اتنا روتے ہیں؟ کہنے لگے کہ باپ نے مجھے پی ایچ ڈی ڈاکٹر تو بنایا مگر روتا اس بات پر ہوں کہ مجھے اس کا جنازہ پڑھنا بھی نہیں آتا تھا۔ میں اپنے سگے باپ کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھ سکا۔ اگر آپ بھی بچے کو پی ایچ ڈی کروالیں گے اور وہ آپ کا جنازہ بھی نہیں پڑھ سکے گا تو پھر کیا فائدہ ہوگا۔

دوگنا عذاب اور لعنتوں کی بارش:

وہ بچے جن کو آپ دنیا کے لئے بھیجیں گے، دین نہیں سکھائیں گے تو پھر کل قیامت کے دن وہ آپ پر مقدمہ دائر کریں گے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ اللہ

کے حضور کھڑے ہو کر کہیں گے رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلاَ (اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے بڑوں کی پیروی کی اور انہوں نے ہمیں راستے سے گمراہ کر دیا)، انہوں نے کہا تھا انجینیر بننا، ڈاکٹر بننا، پائلٹ بننا، ہم نے بن کے دکھا دیا، ہمیں تو دین کی طرف کسی نے موڑا ہی نہیں تھا، اے اللہ! یہ ان کا قصور ہے، اگر یہ دین کی طرف موڑتے تو ہم لگ جاتے۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ (اے پروردگار! ہمارے ان ماں باپ کو دگنا عذاب دیجئے)۔ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (اور ان پر بہت زیادہ لعنتوں کی بارش کر دیجئے)۔ یوں اولاد ماں باپ پر مقدمہ کرے گی کہ اے اللہ! ہمیں انہوں نے بھٹکایا تھا، ہمیں یہ سیدھے راستے پر ڈالتے تو ہم لگ جاتے، مگر انہوں نے دنیا کمانے پر لگایا اور دین سے بے بہرہ رکھا، آپ انہیں دگنا عذاب بھی دیجئے اور ان پر لعنتوں کی بارش بھی برسایئے۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے لِكُلٍّ ضِعْفٌ تم سب کو دگنا عذاب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے اور اپنی اولادوں کو انگریزی تہذیب کی بھٹی میں جھونکنے کی بجائے دین اسلام کی خدمت میں لگانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ